یہودی مذہبی رسوم اور تہواروں کے معاشرتی اثرات کا ایک جائزہ

An Overview of the Social Impacts of Jewish Religious Rituals and Festivals

ڈاکٹر ناصر الدین[i]

Abstract

The Jews are the descendants of Ḥaḍrat Jacob ‘Aly Salam and they had twelve tribes. Most of the prophets were sent in this tribe. Many rituals were took place in Jewish society and as a result relgious rites and celebrations being observed by millions at same point of time, which have direct and indirect impact on society. This article analyzed seven major Jewish rites and religious celebrations: Al-Sabt, Rosh Hashanah, Yom Kippur, Saykot, Hanukkah, Purim, and Eid Fiṣḥ for their social impacts on Isrᾱ‘il and on other citizens of globe. It is discovered that the observance results in promotion of social coherence, human welfare, family-based values, and positive introduction and establishment of Jewish symbols in non-Jewish socities.

Keywords: Jewish Rites; Jewish Celebrations; Social Impact of Relegion

تعارف

کسی بھی معاشرے کے قیام میں ایک انفرادی انسان کے افعال اثرانداز ہونا ایک لازمی امر ہے بلکہ معاشرے کا وجود ہی انفرادی انسانوں کے افعال سے وجود پاتا ہے اور جب ایسا عمل ہو جو کئی انسانوں کے مشترکہ دلچسپی کا سامان ہو اور اس کے وجود میں کئی انسانوں کی دلچسپی کارفرما ہو تو ایسا عمل کسی بھی معاشرے پر براہِ راست مثبت یا منفی اثر ڈالتا ہے۔اس پس منظر کے ساتھ کسی بھی معاشرے کی رسومات اس معاشرے کے قیام، نفسیات، تہذیب و تمدن اور اس کے مثبت منفی پہلو کے لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔انہی رسومات کے ذریعے ایک معاشرے اور قوم کی نفسیات اور اس کی حقیقت سمجھنے کے لئے راہیں ہموار ہوتی ہیں۔چنانچہ ذیلِ نظر مضمون میں یہودی رسومات کے معاشرے پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔آنے والی سطور میں یہودی رسومات میں سے یوم السبت، سکوت، یوم کپور، حنوکہ، روش حشنہ، عید فصح اور پوریم کے معاشرتی اثرات کا تجزیہ پیش کیا

i ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اینڈ ریلیجیس سٹڈیز، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

گیا ہے۔ ان رسومات کا تعارف ان کے عنوان کے ذیل میں پیش کیا جائے گا۔البتہ دو امور کی نشاندہی ضروری ہے۔اوّلاً اس مضمون میں ''اسرائیل'' کے لئے ''مقبوضہفلسطین'' لفظ استعمال نہیں کیا گیا بلکہ ''اسرائیل'' ہی استعمال کیا ہے تاکہ مقالہ میں کسی طرح کا خلط مبحث نہ ہو۔ دوسری اہم بات کی وضاحت یہ ہے کہ ''اسرائیل'' کو تاہنوز پاکستان نے تسلیم نہیں کیا لہذا ''اسرائیل'' کے ساتھ سفارتی تعلقات نہ ہونے کے باعث براہِ راست اس معاشرے میں جاکر ان رسومات کے اثرات کا تجزیہ کرنا ناممکن ہے اس وجہ سے ثانوی مصادر جن میں اخبار و جرائد اور دیگر ذرائع کے ذریعے سے ان پر تجزیہ کیا گیا ہے اور اس کے لئے بھی ان ذرائع کے صرف معلومات لی گئی ہیں اور ان کا تجزیہ و نتیجہ منطقی اعتبار سے اخذ کیا گیا ہے۔

اسی طرح یہود معاشرے کے انتخاب کے لئے بھی ''اسرائیل'' کو چنا گیا اگرچہ یہود اطرافِ عالم میں کسی نا کسی مقدار و تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہودیوں کی زیادہ موثر آبادی اسرائیل میں ہے چنانچہ اسی وجہ زیرِ نظر مقالہ میں تجزیہ کے واسطے ''اسرائیلی معاشرے'' کا انتخاب کیا گیا ہے۔

یوم السبت

''السبت'' عربی میں ''ہفتہ'' کے دن کو کہتے ہیں اور عبرانی زبان میں اسی ''سبت'' کو ''شبت'' کہا جاتا ہے۔ یہودی مذہبی تہواروں میں یہ تہوار سارے سال میں دوسرے تمام تر تہواروں سے زیادہ آتا ہے۔ لیکن باوجود کئی بار آنے سے اس کے اہتمام میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں واقع ہوتی بلکہ اس تہوار کی اہمیت یہودی کسی بھی دوسرے تہوار سے زیادہ ہے۔ یہودی مذہبی حیات اس تہوار کے گرد گھومتی نظر آتی ہے۔ بایں وجہ اس تہوار کو ان کے ہاں ''پاک ترین تہوار'' قرار دیا جاسکتا ہے۔

اس یہودی مذہبی تہوار کو یہود کے ہاں صرف اجتماعی طور پر ہی نہیں منایا جاتا بلکہ انفرادی طور پر بھی انہیں اس کا پاس رکھنے کی ہدایات دی جاتی ہیں چنانچہ یہود سے کہا گیا کہ اس دن کو وہ لوگ اپنی عبادات اور روحانی اعمال میں صرف کریں۔ ضروریاتِ زندگی میں کھانا پینا ایک خاندان کے افراد مل کر کھائیں۔ ان اعمال کے بعد بھی اگر دن کا کچھ وقت بچ جائے تو اسے یوں ہی ضائع نہ کیا جائے بلکہ اس بچے ہوئے وقت میں سماجی و فلاحی کام کریں۔ یوں ایک فرد کے انفرادیت سے لے کر خاندان کے ساتھ مل بیٹھنے تک اجتماعیت کے طور پر منایا جاتا ہے[1]۔

اس تہوار کے یہود کے معاشرے پر کیا اثرات پڑتے ہیں یا اسرائیل میں اس کے کیا اثرات پڑتے ہیں؟ آنے والی سطور میں انہی سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسرائیل کی آمدن کے کئی بڑے ذرائع ہیں لیکن ان میں ایک بہت بڑا اور اہم ذریعہ آمدن ''سیاحت'' اور خصوصی طور پر ''مذہبی سیاحت'' ہے۔ انحائے عالم سے یہودی، مسلمان اور عیسائی یہاں

موجود مقدس مقامات کو دیکھنے کے واسطے آتے ہیں۔ جس دن یہ تہوار "یوم السبت" منایا جاتا ہے اس کے واسطے دو دن پورے معاشرے میں عام چھٹی منائی جاتی ہے۔ جس کا سب سے زیادہ اثر سیاحوں پر پڑتا ہے اور اس کا تذکرہ کئی اسرائیلی سفر ناموں میں موجود ہے۔ اسی طرح سفری معاونت فراہم کرنے والی کمپنیاں اس کا باقاعدہ اعلان کرتی ہیں ایسی ہی ایک مشہور سیاحتی راہنما سائیٹ "وانگی ٹریول" اس تہوار کے موقع پر ٹرانسپورٹ کے لئے درج ذیل ہدایات دیتی ہے:

> "**Notice:** Public transport does not run on the Jewish Sabbath and holidays - from half hour before sunset on Friday (or the day before the holiday) till Saturday night. Hours vary by the time of year - In December (winter solstice) Sabbath starts as early as 3.55PM and ends at 5.15, while in June (summer solstice) Sabbath starts as late as 7.10 and ends on 8.30. Do not take chances on Friday- If you need to get somewhere on time, give yourself at least a two hour clearence before Sabbath."[2]

اس تہوار کے موقع پر گاڑیاں جمعہ کے دن غروب آفتاب سے آدھا گھنٹہ پہلے ہی چلنا بند ہو جاتی ہے اور ان کی یہ بندش ہفتے کے پورے دن رہ کر اتوار کی شب ختم ہو جاتی ہے لہذا کسی طرح کا کوئی خطرہ مول نہ لیا جائے اور اگر کوئی ضروری اور اہم کام ہو تو اس کے واسطے دو گھنٹے پہلے اپنے مطلوبہ مقام تک بہر صورت پہنچا جائے۔

ایک مشہور سفر نامے میں اس تہوار کے متعلق یہ درج ہے:

> "And the Sabbath comes to Israel with a vengeance, like a prairie cyclone sweeping away whole towns as it spins over the countryside. You cannot buy a baby milk on the Sabbath unless you show up at the dining room of one of the tourist hotels waving a bottle with a nipple[3]."

> "یوم السبت کا تہوار اس طرح داخل ہوتا ہے جیسے دیہی علاقوں میں کسی قسم کا کوئی طوفان تباہی پھیلاتا ہوا آگے بڑھ گیا ہو۔ اس دن آپ کسی نومولود کے واسطے دودھ بھی نہیں خرید سکتے البتہ یہ کہ اگر کوئی ایسا ہوٹل مل جائے جو سیاحوں کے واسطے خاص ہو اور مزید برآں آپ کو دودھ کی بوتل ساتھ لے جانی ہو گی تاکہ انہیں یہ یقین دلایا جاسکے کہ آپ نے دودھ بچے کے واسطے ہی خریدنا ہے، اس سب کے باوجود نفسیاتی طور پر ان دو دنوں میں سیاحوں کو وہ انفرادیت بھی مل جاتی ہے جس کی جستجو ہر سیاح کے لاشعور میں ہوتی ہے۔"

اس تہوار کا فوری اثر معاشرے پر یہ پڑتا ہے کہ باہمی میل ملاپ متاثر ہو کر کم ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس طرح جہاں مثبت سرگرمیوں میں نمایاں اثر اور خلل پڑتا ہے وہاں ہی لازمی طور پر منفی اثرات بھی ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ جو اس تہوار کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ چنانچہ خود اسرائیلی پولیس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جاری کردہ منفی اثرات کے اعداد و شمار سے آشکارا ہوتا ہے کہ اس

تہوار پر جرائم کم ہوتے ہیں۔اسی طرح ٹریفک حادثوں کی شرح بھی اس تہوار پر تقریباً صفر ہوتی ہے [4]۔

البتہ اس تہوار کی ابتداء اور انتہاء،آغاز واختتام کو بتلانے کے واسطے یہودی صعوموں سے گھنٹیاں بجائی جاتی ہیں جو اس کے آغاز اور اختتام کے وقت بجانے سے یہ علامت ہوتی ہے کہ یہ تہوار شروع ہو چکا ہے یا ختم ہو چکا ہے۔ان گھنٹیوں کے بجائے جانے سے ''شور کی آلودگی'' انسانی پردہٴ سماعت کے واسطے انتہائی خطرناک ہوتی ہیں، جبکہ اسرائیل میں اسے ایک مذہبی شناخت کی وجہ سے سہا جاتا ہے۔لیکن یہ طریقہ کار جب غیر یہودی معاشرے میں اختیار کیا گیا تو وہاں اس کے بندش کے واسطے باقاعدہ قانونی چارہ جوئی کی گئی [5]۔

بہر حال ربی ''یوناتن نیرل'' اس تہوار کے ماحول پر اثرات کی نسبت سے لکھتا ہے:

> “What is the connection between the Jewish Sabbath and the environment? In modern society, we are running, speaking and thinking at an exceptional rate, and oftentimes we continue all week long without slowing down. Constantly doing, always mobile accessible, habitually multi-tasking. We can get so caught up in the doing that we could spend our whole lives on the go. If being too busy is a malady of modern man, slowing down on Sabbath may be a key remedy.”[6]

انسانی زندگی کے شب و روز کی رفتار کہیں زیادہ ماضی سے تیز ہو چکی ہے۔فردِ واحد بیک وقت مختلف کام کر کے لاشعوری طور پر خود کو اور اپنے ماحول کو منفی اثرات پہنچا رہا ہوتا ہے۔''یوم السبت'' کا تہوار اس مہلک مرض کا مداوا ہے جو اگرچہ تھوڑی دیر ہی کے لئے کیوں نا سہی مگر اسے روک لیتا ہے۔

اگر اس یہودی تہوار کو اسرائیلی معاشرے سے وسعت دی جائے تو عالمی معاشرے پر اس کے اثرات یوں بھی پڑتے ہیں کہ ''7'' کے عدد کو نیک بختی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔اطرافِ عالم میں ایسے کثیر تعداد میں لوگ پائے جاتے ہیں جو ''7'' کے عدد کو مقدس، نیک بختی اور خوش بختی کی علامت سمجھتے ہیں ان میں سے اکثریت کی ایسی ہے جو اس حقیقت سے ناواقف ونابلد ہیں کہ ''7'' کے عدد کو خوش بختی کا درجہ ''یوم السبت'' کے تہوار کی نسبت سے یہودیوں نے دیا ہے۔اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ''7'' کے عدد کے ساتھ اس نسبت کا لاحق ہو جانا بھی اس تہوار کے عالمی معاشرتی اثرات میں سے ایک اثر ہے۔

بہر حال تہوارِ سبت کے موقع پر انفرادیت سے بڑھتے ہوئے اپنے خاندان کے ساتھ وقت بیتانے کی ہدایات معاشرے پر اجتماعی اثرات مرتب کرتی ہیں جن سے جہاں معاشرہ مضبوط ہوتا ہے وہاں ہی خاندانی روابط میں بھی قدرے اضافہ ومضبوطی پیدا ہوتی ہے۔چنانچہ اس نسبت سے ایک یہودیہ عورت کے تاثرات درج ذیل ہیں:

"Sabbath is the only day of the week when I have time, unrushed, to spend with my husband and kids. We talk, sing, read stories, play games eat and in general, just hang out. There is no laundry or cooking or cleaning to do. I am not on the phone or online. I can"tgo shopping or catch up on the news... There are lots of studies on the benefits of eating dinner as a family, imagine spending 25 hours together...it can only get better[7]."

"یوم السبت" کا تہوار مناتے ہوئے یہی ہفتے کا ایک دن ہے جب میرے پاس اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ گزارنے کا وقت ہوتا ہے۔ ہم باتیں کرتے ہیں، گاتے ہیں، کہانیاں پڑھتے ہیں، کھیلتے ہیں کھاتے ہیں اور تھوڑا ٹہل بھی لیتے ہیں۔ اس دن نہ تو کپڑے دھونے کے ہوتے ہیں، نہ کھانا پکانے کا ہوتا ہے اور نہ ہی صفائی کا۔ میں نہ تو فون استعمال کرتی ہوں اور نہ ہی آن لائن ہوتی ہوں، اسی طرح نہ تو شاپنگ کے لئے جاتی ہوں اور نہ ہی خبروں کے ساتھ مصروف ہوتی ہوں۔ ایک خاندان کے ساتھ صرف کھانا کھانے کے فوائد پر بہت زیادہ لکھا جا چکا ہے، تصور کیجیے کہ اگر پچیس گھنٹے مسلسل اکٹھے گزاریں جائیں تو اس کا کتنا فائدہ ہوگا۔"

روش حشنہ

نئے سال کی آمد پر دنیا کے مختلف مذاہب کے پیروکار اس آغازِ سال کو اپنے اپنے طور پر مناتے ہیں، کچھ مذاہب نئے سال کے آغاز کو گانے بجانے، جشن منانے اور دیگر بے ہودہ امور کو جائز سمجھتے ہوئے ابتداء کرتے ہیں۔ جبکہ یہودی مذہب اور اسلام میں اس نئے سال کی ابتداء کو مذہبی روایات سے منسلک کرتے ہوئے ایک معاشرے کو مذہبی واسطوں میں باندھا جاتا ہے۔

اس تہوار پر یہود کے ہاں اپنے گناہوں سے توبہ کی جاتی ہے۔ انہیں یہ بتلایا جاتا ہے کہ اپنے گناہوں کی معافی کے واسطے کسی بھی دوسرے زندہ یا فوت شدہ فرد یا پھر کسی بھی کا محتاج ہوئے بغیر براہِ راست خدا سے معافی مانگی جائے۔ یوں توبہ کرنے سے خالق سے قرب نصیب ہوتا ہے اور گناہوں کو ترک کر دینے میں شرمندگی بھی حائل نہیں ہوتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بخشش پر اعتبار بڑھتا ہے۔ معاشرے پر اس کا ایک اثر یوں بھی ہوتا ہے کہ گناہوں کو چھوڑ دینے سے معاشرے میں مثبت سرگرمیاں وجود میں آتی ہیں جن سے ایک صالح معاشرے کا قیام ممکن ہوتا ہے۔

روش حشنہ چونکہ یہود کے ہاں ایک مذہبی تہوار شمار ہوتا ہے اس واسطے اس دن یہود اپنی دیگر مصروفیات ترک کر دیتے ہیں اور چھٹی کرتے ہیں۔ اس دن یہود کی چھٹی کا اثر نہ صرف یہودی معاشرے پر پڑتا ہے بلکہ اس کا غیر معمولی اثر غیر یہودی معاشرے پر بھی پڑتا ہے جس کی وضاحت اس سے ہوتی ہے کہ یونیورسٹی آف فلوریڈا کے دو پروفیسرز نے ایک تحقیق پیش کی جس میں انہوں نے یہ کہا امریکا میں اگرچہ یہود تعداد میں بہت کم ہیں لیکن ان کی کمی کے باوجود ان کے اسٹاک مارکیٹ پر ان کا اثر اس قدر ہے کہ ان دو یہودی تہواروں پر، جن پر یہود چھٹی کرتے ہیں، ساری سٹاک مارکیٹ متاثر ہو کر بیٹھ جاتی ہے اور وہ دو

تہوار ''روش حشنہ'' اور ''یومِ کپور'' ہیں۔

"Observant Jewish traders represent a small proportion of all market participants, said Pan Yatrakis, a professor of finance and economics at the university. But, at the margin, their withdrawal during the High Holy Days thins out the market, increases volatility and risk, and may discourage others from trading as well, thus creating a snowball effect."[8]

چنانچہ ایک پرانی کہاوت ''روش حشنہ کو بیچو، یوم کپور پر خریدو'' کو ہی مذکورہ بالا دو پروفیسرز نے اپنی تحقیق کاوش کا عنوان منتخب کیا اور پھر ان تہواروں کے موقع پر اعداد و شمار کے تجزیے کے ساتھ ہی اسے ثابت بھی کیا ہے۔ ان کی اس تحقیق کی اہمیت اس لئے بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ ان دو تہواروں کے غیر یہودی معاشرے پر اثرات کی نسبت سے براہِ راست متعلق ہے۔ البتہ اسرائیل میں اس تہوار کا معاشرتی طور پر جو اثر پڑتا ہے وہ چھٹی کی وجہ سے اقتصادی سرگرمیوں کی کمی کی صورت میں ہوتا ہے۔

روش حشنہ کی حقیقت یہی ہے کہ گزشتہ برس انسان نے جس طرز میں بیتائے ہیں اس دن وہ اپنے اس بیتے برس کا حساب لیتا ہے یعنی خود احتسابی کا عمل کرتا ہے۔ اس خود احتسابی سے جہاں اسے اپنی کوتاہیوں، گناہوں اور کمیوں کا علم ہوتا ہے وہاں ہی وہ ''یوم کپور'' پر ان کوتاہیوں، گناہوں اور کمیوں کی تلافی اور نئے سال کے لئے مثبت طے کردہ اہداف میں زیادہ بہتر اور مناسب انداز سے اپنے وسائل اور توانائی خرچ کر سکتا ہے۔ اسی طرح نئے آمدہ سال میں انسان اپنی خود احتسابی کے عمل سے اپنی معاشی و اقتصادی حالت بھی بہتر بنا سکتا ہے۔ ربی ''یوشوافلگ'' اس بات کے قائل ہیں کہ اگرچہ خالقِ کائنات ایک انسان کے رزق کو متعین کر چکا ہے لیکن اس سے مراد کرنسی، کھانے کی مقدار یا پھر کل دولت نہیں بلکہ اس سے مراد ایک انسان کی ذہنی، جسمانی صلاحیت اور طور اطوار و رویے ہیں جو اسے کامیابی یا پھر ناکامی کے کسی خاص درجے تک پہنچاتے ہیں۔[9]

اس تہوار ''روش حشنہ'' میں یہود کی عبادات، ان کی اپنی بنائی گئی عبادت گاہوں میں ہی ادا کی جاتی ہیں، جس میں ایک خاص عمل مینڈھے کے سینگ (Shofar) کو بار بار بجانا ہوتا ہے۔[10] یہ کم و بیش سو بار بجایا جاتا ہے۔ اس کی تاریخی حیثیت یہ ہے کہ اس سے اعلانِ جنگ مقصود ہوتا تھا۔ اس عمل مینڈھے کے سینگ کو ایک خصوصیت حاصل ہو گئی اور یہ عالمی سطح پر یہودی مذہب کی علامات میں شمار کیا جانے لگا۔ چنانچہ اسے بھی یہودی تہوار کے عالمی اثرات میں شمار کیا جا سکتا ہے۔

یوم کپور

''یوم کپور'' یوم تو عربی میں دن کو کہتے ہیں اور کپور کا مطلب ''روحانی آزادی'' ہے۔ اس تہوار کا مفہوم اور پس منظر یہ

ہے کہ اس دن جو لوگ یہود میں سے خدا کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور آئندہ کی زندگی میں ان گناہوں سے بچنے کا عزمِ مصمم کرتے ہوئے ان کے ترک کا عہد کرتے ہیں تو خدا ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ گناہوں سے پاک ہو کر انہیں ایک نئی زندگی مل جاتی ہے۔ یہ تہوار بھی چونکہ یہودی مذہب کے اہم ترین تہوارات میں سے ایک اہم تہوار ہے اس واسطے اس دن بھی یہود اپنی دیگر تمام کاموں سے چھٹی کرتے ہیں لہذا اس کا پہلا براہِ راست معاشرتی اثر اسرائیل کی بندش کی صورت میں ہوتا ہے اور تمام یہود گھروں میں محدود ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اس تہوار سے متعلق فوکس نیوز کہتی ہے:

> "In Israel, the country virtually shuts down for Yom Kippur. Businesses, restaurants and offices close, and television and radio stations go silent. Airports close and buses and trains stop running. Highways and roads become eerily quiet, devoid of vehicles."[11]

> "(اس تہوار کے موقع پر) عملی طور پر مکمل بند ہو جاتا ہے۔ تجارتی مراکز، ہوٹل، دفاتر حتیٰ کہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو نشریات بھی بند ہو جاتی ہیں۔ ہوائی اڈہ، ٹرین اور بس سب ٹھہر جاتے ہیں، کسی بھی روڈ پر کسی بھی طرح کی کوئی سواری میسر نہیں ہوتی۔"

اس تہوار میں بھی دو پہلو نمایاں ہوتے ہیں انفرادی سطح پر ایک فرد کے واسطے یہ آئندہ نئے سال کے لئے اپنے ذاتی مفادات، مقاصد اور اہداف طے کرنے اور گزرے ہوئے سال میں طے کیے گئے اہداف، مقاصد و مفادات کے جائزے کا دن ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کا دوسرا پہلو اجتماعی ہے اور وہ معاشرتی سطح پر عاجزی، انکساری، غریب لوگوں کی دیکھ بھال، سادگی اور قربانی کا موقع ہوتا ہے۔ ذیل میں ان میں سے ہر ایک کے معاشرتی اثرات پر تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

اس تہوار میں جسمانی طور پر جن عبادات و رسومات کو یہود ادا کرتے ہیں ان میں روزہ رکھنا، سادہ لباس پہننا اور دعائیں مانگنا شامل ہے۔ مزید برآں اس تہوار میں بیتے برس کا جائزہ اور آنے والے سال کے اہداف طے کرنا بھی یوم کپور کا اہم حصہ ہے۔

اس تہوار میں جسمانی عبادت میں شامل روزہ ایک ایسا عمل ہے جو خالص مبنی بر تقویٰ عبادت ہے اور یہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں ریاکاری سے بہت حد تک بچاؤ ہوتا ہے۔ روزے کے یہ فوائد خالق سے متعلق ہیں جبکہ اسی روزے سے بھوکے افراد کی مشکلات کا احساس ہوتا ہے اور معاشرے میں ایک دوسرے کی مدد کا جذبہ پروان چڑھتا ہے جو ایک صالح معاشرے کی بنیاد بنتا ہے۔ اس موقع پر احساسِ انسانیت میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور دوسروں کے سامنے کھانے سے گریز کرنے کے باعث ان کے احساسات و جذبات کی قدر کرنے کا موقع ملتا ہے۔ روزے کا یہ احترام پورے اسرائیل میں کیا جاتا ہے۔ بلکہ سیاحوں کو راہنمائی فراہم کرنے والے ایک اسرائیلی ادارے کی اس بابت ہدایات بھی موجود ہیں:

"اس پاک دن کا احترام کرتے ہوئے عوامی مقامات پر کھانے پینے سے گریز کرنا چاہئے[12]۔"

''یوم کپور'' کا تہوار ایک ایسا تہوار ہے جس کو یہود کی مذہبی اکثریت ہی نہیں بلکہ سیکولر یہودی بھی اس تہوار کو مناتے ہیں بلکہ بقول ''سٹیون کوہن'' اکثریت سیکولر یہودیوں کی ایسی ہے جو ''یوم کپور'' اور ''روش حشنہ'' کے دن ہی اپنی عبادت گاہوں ''صعومہ'' جاتی ہے، باقی ایام میں ان کا یہودی مذہبی شعائر سے واسطہ نہیں پڑتا[13]۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ یہودیوں میں سیکولر کہلانے والا طبقہ بھی اس تہوار کو مناتا ہے یہ ماسوائے اس کے اور کچھ بھی نہیں کہ یہ اس تہوار کے معاشرتی اثرات ہیں جو ان سیکولر یہودیوں کو اس کے منانے پر مجبور کرتے ہیں[14]۔

اس تہوار کے موقع پر یہودیوں میں جسمانی عبادات کے علاوہ مالی عبادت بھی کی جاتی ہے اور اس میں ایک یہودی پیشوا ایک بکری کو ویرانے میں چھوڑ دیتا ہے، یہ ان کے ہاں صدقہ سے متصور ہے اور اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ جس بکری کو ویرانے میں چھوڑا گیا ہے کہ یہ بکری دراصل اللہ کے نام پر قربان ہوئی لہذا یہ گزشتہ برس جو گناہ سرزد ہوئے ہیں انہیں اپنی پشت پر لادے گی۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ وہ یہ تصور کرتے ہیں کہ گناہوں کی وجہ سے جس سزا کا یہ فرد مستحق ٹھہرا تھا اب وہ سزا یہ بکری کو ملے گی۔ انگریزی میں ''Escape Goat'' اسی تہوار کی نسبت سے مشہور ہے جس کی بناء پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس تہوار کے یہ عالمی لسانی معاشرتی اثرات میں سے ہے۔

عید خیام: سکوت

یہودی تہواروں میں ماقبل جن تہوارات کا ذکر ہوا ان میں اور ''عید خیام (سکوت)'' میں ایک جوہری فرق ہے جو اس تہوار کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ اس تہوار کے موقع پر یہودیوں کو خوشی منانے کا حکم ہے۔ دراصل اس تہوار کا پس منظر یہ ہے کہ یہود کو جب چالیس سال کے بعد میدان طی سے نجات حاصل ہوئی اور انہیں ایک آزاد ریاست کے طور پر بیت المقدس عطا کیا گیا تو انہوں نے اس موقع کو خوشی کے تہوار کے طور پر شمار کر لیا۔ اسی طرح ہر گندم کی کٹائی کے موقع پر یہ تہوار منایا جاتا ہے اور اس موقع پر بیت المقدس میں موجود ہیکل کے لئے ہر گندم کی کٹائی کے بعد اس میں سے ایک حصہ مختص کر لیا جاتا ہے۔ عام طور پر بھی انسانی دیگر معاشروں میں بھی گندم کی کٹائی کے موقع پر ایک خاص خوشی کا تہوار ہوتا ہے لیکن یہود کے ہاں اس موقع پر ان کی خوشی کے دو موقع یکساں ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ وہ اس دن گندم کی کٹائی کی وجہ سے خوشی مناتے ہیں اور دوسرا یہ کہ اس موقع پر وہ ایک مملکت کے ملنے اور چالیس سال کی دربدری سے آزادی کی خوشی مناتے ہیں۔ چنانچہ اس خوشی کے موقع پر وہ نذر و نیاز اور صدقات کے ذریعے اس کا اظہار کرتے ہیں۔

اسی وجہ سے اس موقع پر دیگر تہواروں کے بر خلاف اس تہوار پر انہیں خوشی منانے کا حکم ہے "دل سے خوشی منائیں اور سات دن شکر کریں غم نہ کریں۔" اس تہوار کی یہی ایک خصوصیت ہے جو اسے دوسرے دیگر تہواروں سے ممتاز کرتی ہے کہ دیگر یہودی تہوار کسی نہ کسی سانحہ کی یاد میں منائے جاتے ہیں چنانچہ ان مواقع پر غم طاری کرنا ایک احسن عمل سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ اس تہوار کے موقع پر خوشی منائی جاتی ہے۔

اس تہوار پر خوشی کا اظہار کچھ یوں کیا جاتا ہے کہ مذہبی نکتہ نظر سے ایک خاندان خیموں میں قیام کرتا ہے۔ چنانچہ ایک خاندان کو عام حالات سے ہٹ کر اس موقع پر ایک جگہ وقت بیتانے کا موقع ملتا ہے اور ایک نئے ماحول میں ایک خاندان کے افراد باہم ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزارتے ہیں۔ یہ باہر جا کر خیموں میں وقت گزارنے پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ کسی قدرتی چیز سے بنی ہوئی چھت والی چھولداری کی تعمیر بھی اسی کا ایک حصہ ہے۔ اس موقع پر مہمانوں کی دعوت اور ایک جگہ وقت بیتانے سے معاشرے میں اجتماعیت پیدا ہوتی ہے اور معاشرے پر مثبت اثرات پڑتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس موقع پر مذہبی ہدایات یہ ہیں کہ نجات سے خوشی منائی جائے[15]۔

اس تہوار میں قدرتی ماحول میں رہنے کا ایک عنصر بھی شامل ہے اگرچہ یہ مذہبی تاریخ سے وابستہ ہے لیکن موجودہ دور میں اسرائیل میں ایسی تنظیمیں جو ماحول کو قدرتی طور پر برقرار رکھنے کے لئے کوشاں ہیں اور ماحول کو سرسبز بنانے کی تحریک سے وابستہ ہیں انہوں نے اس تہوار سے ایک اور نئی اصطلاح متعارف کروائی ہے چنانچہ وہ "سکوت" کے بجائے "سبز سکوت" سے اسے متعارف کرواتے ہیں اور اس کا پس منظر یہ ہے کہ جس طرح اس تہوار کے موقع پر قدرتی ماحول میں وقت گزارا جاتا ہے اسی طرح اپنے ارد گرد کے ماحول کو بھی ہمیشہ سرسبز رکھنا چاہئے اس کے لئے اپنے ارد گرد کے ماحول کو سرسبر بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ جس سے ماحول سرسبز ہونے کے ساتھ ساتھ قدرتی اور فطرتی بھی ہوگا[16]۔

اسی طرح اس تہوار کے موقع پر خوشی مناتے ہوئے اجتماعی سطح پر ایسے افعال بھی سامنے آئے ہیں جن سے اس تہوار کے معاشرتی اثرات مزید واضح ہوتے ہیں مثلاً اس تہوار کے موقع پر ہی ایتھوپیا کے قحط سے متاثر لوگوں کی کھلے دل سے مدد کی گئی۔ اجتماعی سطح پر کسی بھی دوسرے معاشرے کے لئے اس معاشرے کے تہوار کے موقع پر حقیقی انسانی خدمت ہی قابل عمل و تقلید ہے[17]۔

روشنیوں کا تہوار: حنوکہ

"حنوکہ" عبرانی زبان میں منسوب کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ تہوار دراصل اس دن کی یاد دلاتا ہے جب یہودیوں نے یروشلم اور مقدس ہیکل کا قبضہ دوبارہ حاصل کر لیا تھا۔ اس تہوار کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ مکمل طور پر خوشی و فرحت پر

منحصر ہے۔اس تہوار کے معاشرتی اثرات مختلف انداز سے درج ذیل ہیں:

اس تہوار کی خصوصیت میں یہ شامل ہے کہ یہ وہ واحد تہوار ہے جس کا محور یہود کے بچے ہوتے ہیں اس تہوار کے موقع پر یہود اپنے بچوں کے ساتھ وقت بیتاتے ہیں، ان سے گفتگو کرتے ہیں اور ان کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں اور ان کی چھوٹی چھوٹی خواہشات کی تکمیل کر کے انہیں خوشی و فرحت کا احساس دلاتے ہیں۔اس تہوار کا معاشرتی اثر جنریشن گیپ سے پاک ہونا ہے۔اسی تہوار کے موقع پر بچوں کو یہ احساس ملتا ہے کہ وہ اس خاندان کا ایک اہم فرد ہیں۔

اس تہوار کے موقع پر یہودی معاشرے میں ایک خاص قسم کا شمع دان ہوتا ہے جسے "مینورہ" کہا جاتا ہے، اسے روشن کیا جاتا ہے۔اس عمل کا معاشرتی اثر عالمِ اسلام میں یہ ہے کہ اس کو یہود کی مذہبی علامت کے طور پر جانا جاتا ہے۔ مینورہ کو بعد از "داؤدی ستارہ" مشہور و معروف یہودی مذہبی علامت کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس مینورہ کا یہودی مذہبی علامت ہونا در حقیقت ستارۂ داودی سے تاریخی اعتبار سے قدیم ہے۔یعنی شمع دان میں روشنی کرنا یہ ان کا قدیم ترین مذہبی عمل ہے[18]۔

اسی طرح یہود کی تاریخ میں یہ بات ملتی ہے کہ جب یہود وادی طی میں سر گرداں رہے اور چالیس سال کے بعد اس وادی سے نجات حاصل ہوئی اور بیت المقدس میں آکر آباد ہوئے تو انہوں نے یہاں سب سے پہلے زیتون کی کاشت کی۔ زیتون کی تجارت میں عصرِ حاضر میں بھی یہود اس وقت سب سے آگے ہیں۔ بہر حال اس تہوار کے موقع پر زیتون کا استعمال کثرت سے کیا جاتا ہے اور یہ اسی یاد کا ایک حصہ ہے جس سے معاشرے پر فوری اثر یہ پڑتا ہے کہ زیتون کی خرید و فروخت بڑھ جاتی ہے اور تاریخی اعتبار سے یہود اس کے ذریعے اپنی تاریخ سے جڑے رہتے ہیں۔

اس تہوار کا اصل محور و مرکز تو یہود کے بچے ہوتے ہیں اور بچے کھیل کود میں مشغولیت ہی کو فرحت کا سماں سمجھتے ہیں چنانچہ ان کے بڑے بھی اس موقع پر ان کے ساتھ مخصوص کھیلوں میں شرکت کر کے انہیں اپنی موجودگی کا احساس دلاتے ہیں ان کھیلوں میں اہم کھیل لٹو کا ہے، مختلف انداز کے لٹو بنائے جاتے ہیں اور رنگ برنگی لٹو مخصوص انداز میں گھمائے جاتے ہیں[19] اسی طرح ساتھ ساتھ کھیل کود میں بھی مصروف ہوتے ہیں اس کا معاشرتی اثر فوری طور پر یہ ہوتا ہے کہ اجتماعی طور پر ایک معاشرے پر مسلسل شب و روز کی زندگی میں کام کاج سے ایک جمود پیدا ہو جاتا ہے جس کے ختم کرنے میں یہ افعال کارآمد ہوتے ہیں اور اس جمود کے خاتمے کے بعد معاشرہ از سرِ نو تر و تازہ ہو کر زندگی کی بھاگ دوڑ میں شامل ہو جاتا ہے۔

بچوں کے ساتھ بڑے بھی اس تہوار کو مناتے ہیں چنانچے بڑے آپس میں ایک دوسرے کو تحفے تحائف بھی دیتے ہیں جب کہ اس فعل سے بچوں کو نظر انداز نہیں کیا جاتا اور انہیں بھی اس موقع پر عیدی دی جاتی ہے[20] چنانچہ تحائف کا یہ باہمی تبادلہ

معاشرے میں الفت وپیار پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

دیگر تہواروں کی طرح اس تہوار پر یہود چھٹی نہیں کرتے بلکہ اپنے روزمرہ کے معمول اور کام کاج اسی طرح جاری رکھتے ہیں البتہ کام سے واپسی میں تھوڑی جلدی کرتے ہیں اور جلدی کرنے کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ وقت سے پہلے گھر پہنچ کر انہیں شمع روشن کرنا ہوتی ہیں۔ البتہ ان شمعوں کو روشن کرنے میں کسی قسم کی کوئی قید یا پابندی نہیں ہے لہذا ایک شخص بھی گھر میں ساری شمعیں روشن کر سکتا ہے اور گھر کے تمام افراد بھی گاہے بگاہے شمعیں روشن کر سکتے ہیں اور ان شمعوں کو روشن کرنے سے یہ تصور کیا جاتا ہے کہ گھر کے اندر کا اندھیرا ختم ہو[21]۔

اس تہوار کے موقع پر یہودی خاندان کے تمام افراد اس میں شامل ہوتے ہیں بالخصوص عورتوں کو بھی اس تہوار میں شامل کیا جاتا ہے جب کہ عام طور پر یہودی عورتیں کئی طرح کی ذمہ داریوں سے مبرا ہوتی ہیں لیکن اس تہوار کے موقع پر وہ بھی شریک ہوتی ہیں۔ کیونکہ گھر کو خوشنما بنانے اور اس کی تاریکی اور ختم کرنے میں ان کا اہم کردار ہوتا ہے۔[22]

اس تہوار میں ایک مذہبی پہلو بھی نمایاں ہوتا ہے اس لئے اس موقع پر خاندان کے دیگر افراد کے اجتماع کے موقع پر ان کی برکت کے واسطے خاندان کے بڑے بزرگ اس تہوار کے حوالے سے تلاوت بھی کرتے ہیں:

"خدا تم کو برکت دے اور تم کو محفوظ رکھے۔ خدا اپنا چہرہ تم پر جلوہ گر کرے اور تم پر مہربان رہے۔ خدا اپنا چہرہ تم پر متوجہ کرے اور تم کو سلامتی بخشے[23]۔"

پوریم

"پوریم" یہ یہود کا ایک ایسا مذہبی تہوار ہے جس میں کسی طرح کی ممانعت یا کسی خاص حکم کی پیروی نہیں کی جاتی بلکہ صعومہ میں ملکہ آستر کی ایک کتاب مکمل طور پر پڑھی جاتی ہے جس کا سننا سب پر لازم ہوتا ہے اس کا لفظ لفظ وہ سنتے ہیں اور اس کتاب میں جہاں کہیں بھی ہامان کا نام آئے تو اس سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں اس اظہار کے لئے وہ مختلف طریقے اپناتے ہیں کبھی آوازیں کستے ہیں اور کبھی زور زور سے اپنے پاؤں زمین پر مارتے ہیں۔ یہ اگرچہ خوشی کا موقع ہوتا ہے لیکن اس موقع پر بھی نفرت کے جذبات کو ابھارا جاتا ہے اس لئے اسے خالص خوشی کا تہوار نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ اسی کتاب میں جہاں ملکہ آستر اور مردکی کے نام آتے ہیں تو ان پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے جس کے لئے وہ تالیاں بجاتے ہیں[24]۔

اس تہوار پر ایک عام معاشرتی اثر یہ ہوتا ہے کہ یہود کے سیکولر لوگ جو مذہبی اوامر ونواہی سے اختلاف رکھتے ہیں وہ بھی اس تہوار میں محض ثقافتی شناخت کے برقرار رکھنے کے واسطے اس تہوار کا حصہ بنتے ہیں۔ چنانچہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ مذہبی تہوار

یہود کے سیکولر اور مذہبی طبقہ کا مشترکہ تہوار ہوتا ہے۔ یوں اس تہوار کے موقع پر اسرائیل میں مذہبی ہم آہنگی کو فروغ ملتا ہے۔

فصح کی عید

یہ ایک ایسا تہوار ہے جس کے بارے میں یہود نے بعض ایسے نتائج اور تحقیقات کر رکھی ہیں جو کسی طرح سے بھی منطقی نہیں اور ایک عام فہم سے کوسوں دور ہیں۔ مثلاً انسان کی موت کا کسی تہوار کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہو سکتا کیونکہ موت ایک ایسی شے ہے جو کسی انسان کے ارادے کے تابع نہیں اور نہ ہی اسے ٹالا جا سکتا ہے لیکن یونیورسٹی آف کیلیفورنیا کے دو پروفیسروں فلپ اور ایلیوت نے اس تہوار کا ایک تحقیقی جائزہ یوں لیا ہے کہ اس تہوار سے پہلے، اس کے بعد اور اس کے دوران شرح اموات کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس تہوار کے موقع پر اموات میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ یعنی کہ کسی حد تک اموات بھی انسانی ارادے کے یا قوتِ ارادی کے تابع ہیں۔[25] یہ اس تہوار کے بارے میں غیر منطقی اور عام فہم سے دور نتائج ہیں البتہ زیرِ نظر مقالہ میں "فصح" سے متعلق ایسے معاشرتی امور کی طرف آنے والی سطور میں جائزہ پیش کیا جاتا ہے جو نہ تو غیر منطقی ہے اور نہ ہی فہمِ عمومی سے کوسوں دور۔

اس تہوار کے موقع پر بچوں پر خصوصی نظر ہوتی ہے انہیں سیر و تفریح کے مواقع میسر کرنا، ان کے ساتھ بات چیت کرنا اور بالخصوص ان کے ساتھ سوال جواب کی صورت میں یہودی مذہب کی تاریخ کا مکالمہ کرنا اس تہوار کے مشاغل ہیں۔ ان افعال سے ایک معاشرے پر کئی متفرق اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس موقع پر خاندان بھی اکٹھا ہوتا ہے چنانچہ خاندانی یک جہتی اور بچوں کو توجہ ملنے سے ان کی جذباتی شخصیت مثبت انداز میں پروان چڑھتی ہے۔ اسی طرح اس تہوار کے موقع پر بچے اپنی تاریخ سے بھی آشنا ہوتے ہیں۔

اس تہوار کے موقع پر ایک خاص شرط یہ بھی ہے کہ کسی فرد کے گھر میں خمیری روٹی کا ذرہ تک نہ رہنے پائے۔ چنانچہ اس شرط کے معاشرے پر بہت گہرے اثرات پڑتے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک تو گھر کی تفصیلی صفائی کا موقع مل جاتا ہے دوسرا اس دن گھریلو اشیاء کو بازار لے جا کر مناسب داموں میں فروخت کیا جاتا ہے۔ اس طرح گھر کے ہر فرد کو دوبارہ سے اپنی ترجیحات کے انتخاب کرنے اور ان پر غور کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ چنانچہ اس تہوار کو گھریلو اشیاء کی خرید و فروخت کا بہترین دن قرار دیا جاتا ہے اس سے معاشرے میں پائے جانے والے غریب لوگ بھی اچھی اشیاء مناسب داموں میں خرید سکتے ہیں جس سے وہ انتہائی کم قیمت میں ان سہولیات سے مستفید ہوتے ہیں۔

اسی طرح اس تہوار کے موقع پر منفی سرگرمیاں بھی کم ہو جاتی ہیں اور اس تہوار کی چھٹیوں میں جرائم میں بھی واضح

کمی آتی ہے۔ اسرائیل کے ایک اخبار "ہارتض" میں 2 اگست 2013ء کو اس نسبت سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے۔

"The officials said they expect a decrease in crime over the week-long holiday next month, an assessment based on data from previous years that shows a drop in crime during the holidays and unusual events.Last Passover saw crime drop by some 20 percent, while property crime dropped by six percent during the fall holidays, according to police data."

پولیس گزرے سالوں کے اعداد و شمار کی روشنی میں یہ امید رکھتی ہے کہ "فصح" کے موقع پر جرائم کی شرح میں کمی ہو واقع ہو گی۔ گزشتہ سال عام جرائم میں 20 فیصد اور جائداد کے تنازعات میں 6 فیصد کمی دیکھی گئی تھی[26]۔

اسی طرح اس تہوار کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کا شمار یہودی مذہب کے ان تہوارات میں شمار ہوتا ہے جو مذہبی اور غیر مذہبی طبقے کو ایک نکتے پر لا کر کھڑا کر دیتا ہے، چنانچہ گیپ فشر لکھتا ہے:

"Eighty-two percent of Israeli Jews who self-identify as secular still attend Passover seder, according to a Central Bureau of Statistics survey covering religious attitudes from 2009 to 2010 as reported on Channel 10 TV.The results, released on Sunday, also show that some 94% of Israeli Jews uphold Jewish tradition in some way, and that 67% of secular Israeli Jews light Hannukah candles."[27]

اسرائیل میں خود کو سیکولر کہلوانے والی یہودی آبادی کا 94 فیصد حصہ اس تہوار کو مناتا ہے جبکہ انہی میں سے 67 فیصد حصہ مخصوص مذہبی شمعیں بھی جلاتا ہے۔

اس تہوار کے موقع پر اطرافِ عالم میں پھیلے ہوئے یہودی مذہبی طبقہ خاص طور سے اسرائیل کا رخ کرتا ہے اور اس تہوار کو ارضِ مقدس میں منانے کے جذبات و احساسات رکھتا ہے اس کا ایک لازمی نتیجہ اسرائیل کی معیشت پر پڑتا ہے جو لاکھوں ڈالر اس مذہبی سیاحت کی مد میں ہوتا ہے۔

"Every year, thousands of Jews from around the world travel to Israel to celebrate the Passover holiday commemorating the Israelite's exodus from Egypt. This year is no exception: almost 80,000 tourists are expected to arrive, 30 percent more than in 2007."

ہر سال کئی ہزار افراد یہودی افراد فصح منانے کی غرض سے اسرائیل آتے ہیں اور امسال گزرے برس کی بنسبت تیس فیصد زیادہ سیاح اسرائیل آنے متوقع ہیں جن کی تعداد تقریباً اسی ہزار ہو گی۔[28]

مجموعی تجزیہ

کسی بھی قوم کی مانند یہود مذہب میں بھی تہوارات کی دو اقسام ہیں جو خوشی اور غم کو مشتمل ہیں یعنی خوشی کے تہوار اور کسی سانحہ کی یاد میں غم کے تہوار۔ ان کے معاشی اثرات پر ما قبل میں بحث کی گئی اگر ان کے مجموعی تجزیے کو بیان کیا جائے اور مشترکات کا جائزہ لیا جائے تو درج ذیل مشترکات ملتے ہیں:

یہودی مذہب کے ہر تہوار میں خارجی علامات ضرور ہوتی ہیں یعنی علامات یا کنایات کا استعمال بھرپور انداز میں کیا جاتا ہے۔ مختلف علامات و استعارات کی مدد سے ایک فرد، خاندان اور ایک پورے معاشرے کو عملی طور پر مذہبی تاریخ سے وابستہ کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ جس کا نفسیاتی اثر یہ پڑتا ہے کہ مذہب کی تاریخ صرف ماضی کے بے رنگ واقعات تک منحصر نہیں رہتی جو صرف سماعت سے تعلق رکھتے ہوں بلکہ ارد گرد کے ماحول میں حسی اشیاء جیسے خیمہ، فطیری روٹی اور شمعدان وغیرہ نظروں میں آتے ہیں جس سے غیر شعوری طور پر ایک فرد کے ذہن میں مذہبی تاریخ کی دھرائی ہو کر ثبت ہو جاتی ہے۔ یوں ان تہوارات کا معاشرے پر پڑنے والا سب سے اہم اثر یہ رونما ہوتا ہے کہ ایسے مذہبی واقعات صرف یادداشت کا حصہ ہی نہیں بنتے بلکہ ایک معاشرے میں ایک فرد، خاندان اور معاشرے کے واسطے ایک حسی و جذباتی تجربہ کے طور پر موجود رہتے ہیں۔

کسی بھی معاشرے کے وجود میں خاندان ایک بنیادی عنصر و اکائی ہوتا ہے۔ یہودی مذہب کے تہوارات میں خاندان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ تقریباً ہر تہوار میں گھر میں موجود افراد کی شرکت کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ جس سے خوشی و غم کے تہوارات میں اکٹھے ہونے سے عملی زندگی میں خوشی و غم کے ماحول میں اکٹھے ہو کر گزرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جس سے خوشیاں بانٹنے اور غم تقسیم کرنے کا حوصلہ اجاگر ہوتا ہے۔ بلاشہ اسرائیل میں جرائم کی نسبت سے پیش کی گئی رپورٹس اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ یہود میں وہ طبقہ جو مذہب پر عمل پیرا ہوتا ہے وہ باہم مل کر زندگی بسر کرتے ہیں جبکہ مغرب سے آیا ہوا وہ طبقہ جو خود کو مذہبی سے زیادہ سیکولر کہلاتا ہے اور سیکولر انداز سے زندگی گزارنے والے یہودی انفرادی سطح پر زیادہ تنہائی کا شکار ہوتا ہے اور یہ تنہائی انہیں طرح طرح کی نفسیاتی پیچیدگیوں میں مبتلا کر دیتا ہے چنانچہ نفسیاتی پیچیدگیوں سے جنم لینے والے جرائم میں ان کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔

جس خاندان میں اتحاد و یکجہتی ہو اس خاندان کے افراد میں ذہنی سکون پایا جاتا ہے۔ اس گھرانے میں ہر شخص ایک پر امن اور بہتر انداز میں جہاں گھریلو زندگی جیتا ہے وہاں ہی وہ ایک پر امن ماحول میں پرورش پانے کے سبب مثبت سوچ لئے پروان چڑھتا ہے۔ جن لوگوں کو بچپن میں گھر کی زندگی میں بڑوں کی توجہ، محبت اور ذہنی سکون میسر ہوتا ہے وہ لوگ شعور میں

آنے کے بعد ایک معاشرے کے ذمہ دار شہری بنتے ہیں۔ چنانچہ یہ کہنا بے جا نہیں کہ یہ خاندانی سکون ایک پر امن معاشرے کے قیام اور معاشرے کے نفسیاتی ٹھہراؤ کا سبب بنتا ہے چنانچہ جرائم کی شرح میں بھی کمی واقع ہوتی ہے۔

کسی بھی خوشحال معاشرے کے قیام میں قومی نصب العین اور ایک فرد کے ذہنی و جسمانی اطمینان بنیادی طور پر کارفرما ہوتے ہیں۔ اس نسبت سے اگر یہودی تہوارات کا جائزہ لیا جائے تو یہ تہوارات ایک فرد میں یہی دو بنیادی عناصر اجاگر کرتے ہیں۔ تقریباً ہر یہودی تہوار مذہبی روایات سے منسلک ہو کر فرد میں خود احتسابی، اللہ تعالیٰ سے تعلق، مغفرت کی طلب، بچوں اور خاندان کو توجہ، ایسے ہی معاشرے کے کمزور افراد پر شفقت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ یہ صورتحال ایک پُرامن معاشرے کا قیام اور خوشحال معاشرے کی بنیاد ڈالتی ہے۔ لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے ایک فرد صرف معاشرے کی اقتصادی ترقی کے واسطے کوشاں ہوتا ہے۔

اطرافِ عالم میں یہود بکھرے ہوئے تھے، اسرائیل کا وجود خالص مذہب کی بنیاد پر ہوا چنانچہ اطرافِ عالم سے یہود نے اسرائیل کا رُخ کیا اور یہاں آکر آباد ہو گئے۔ اس ریاست کی بنیاد چونکہ خالص مذہب کی بنیاد پر ہے اسی وجہ سے اس کے قیام کے بعد سے تقریبا 82 ممالک سے یہود نے نقل مکانی کرتے ہوئے اسرائیل کو اپنا مسکن بنایا اور یہاں کے باقاعدہ شہریت حاصل کی۔ یہ لوگ جن جن ممالک میں جہاں جہاں رہ رہے تھے وہاں یہ صدیوں سے مقامی تہذیب و تمدن کے زیرِ سایہ ہی پل رہے تھے۔ اسرائیل میں آکر یہ لوگ اپنی ثقافتی روایات کے ساتھ جینے لگے۔ ان میں مذہب پرست بھی ہیں اور مذہب کو محض ایک ثقافتی ورثہ سمجھنے والے بھی۔ بہر حال یہودی تہوارات اس سیاسی ضرورت کو پورا کرنے میں ایک کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں مزید برآں کے اسرائیل کی نئی قومی شناخت قائم کرنے میں بھی یہ تہوارات بنیادی اور مرکزی عنصر کے طور پر کارفرما ہیں۔

اسرائیلی ریاست کے وجود سے صرف مسلم دنیا ہی اختلاف نہیں رکھتی بلکہ خود اسرائیل میں ایسے یہودی موجود ہیں جو ریاست اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ ریاست پوری دنیا میں یہودی مذہب کے خلاف غلط فہمیوں اور نفرت کا ہی باعث ہے اور دن بدن اس میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے چنانچہ نہ تو وہ ریاستی قوانین مانتے ہیں اور نہ ہی ٹیکس دیتے ہیں۔ وہ سرکاری ملازمین سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ صرف یہ تہوارات ہی وہ واحد ذریعہ ہیں جو اسرائیل میں موجود اس طبقے کو بھی دوسروں کے ساتھ جوڑتے ہیں اور ان دو طبقوں کے درمیان اشتراک کا باعث ہیں۔ چنانچہ قومی یکجہتی کے پس منظر میں ریاستِ اسرائیل کے سخت مخالفین اور موافقین دونوں کو ایک جگہ یہ تہوارات ہی جمع کرتے ہیں اور یہ ہی ان دونوں کو جوڑنے کا باعث ہیں۔

اسرائیل میں چونکہ تقریباً 82 ممالک سے مختلف یہود نے نقل مکانی کر کے اسرائیل کو اپنا جائے مسکن بنایا ہے اور وہ

لوگ صدیوں مختلف ثقافتوں کے ماتحت رہ چکے ہیں چنانچہ اسرائیل میں مذہبی تہوارات کو منانے میں ان میں باہمی ثقافتی فرق نمایاں ہوتا ہے جس پر علمی مقالات، اخباری مضامین اور جرائد کے ذریعے ماہرین نشاندہی کرتے رہتے ہیں جس سے جہاں ایک طرف مذہبی روایات کو جاننے کا شوق ہوتا ہے تو دوسری طرف قومی یکجہتی کو بھی فروغ ملتا ہے۔

یہودی تہوارات غیر یہودی معاشرے پر بھی مختلف اثرات رکھتے ہیں جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ میڈیا اور دیگر ذرائع سے یہی تہوارات دنیا بھر میں یہودی مذہب اور یہودی معاشرے کو متعارف کروانے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ غیر یہودی معاشرے میں ان سے متعلق معلومات حاصل کرنا ناظرین و قارئین کے لئے دلچسپی کا سامان پیدا کرتا ہے۔ لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ غیر یہودی معاشرے میں یہی تہوار یہودی معاشرے کے مثبت تاثر کو پیدا کرنے کا فرض بھی نبھا رہے ہیں۔

زیرِ نظر مقالہ میں یہودی تہوارات اور مذہبی رسم و رواج کے معاشرتی اثرات کے جائزے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ دیگر مذاہب کے تہواروں کی مانند یہودی تہوارات کے پشت پر بھی نیک جذبہ اور معاشرے کی فلاح کا مقصد کارفرما ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں کی تعداد عام طور پر بہت زیادہ ہوتی ہے اس واسطے ان تہوارات کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں اس کا جائزہ لینا ایک مشکل امر ہے۔ لیکن یہود کی آبادی دنیا بھر میں چھ کروڑ ہے اور اس آبادی میں بھی ان کی واحد ریاست اسرائیل ہے لہذا ان تہوارات کے معاشرتی اثرات کا جائزہ بالخصوص اسرائیلی معاشرے کے تناظر میں تجزیہ کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

اسرائیل میں بسنے والے یہود کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک وہ گروہ جو مغرب سے یہود میں آکر آباد ہوا ہے وہ خود کو سیکولر کہتا ہے اور جو یہود مشرق سے آکر آباد ہوا ہے وہ مذہبی پس منظر رکھتا ہے۔ ان کے وہاں کی تقسیم بھی کچھ یوں ہے کہ اوّل الذکر سرکاری عہدوں پر ہیں اور موخر الذکر زیادہ تر صنعت و حرفت سے وابستہ مزدور پیشہ افراد ہیں۔

اسی طرح یہ دونوں گروہ ان تہوارات کے معاملے میں بھی مختلف نظریات رکھتے ہیں یعنی مشرق سے نقل مکانی کر کے وہاں مکین ہونے والے یہودی ان تہوارات کے روحانی مقاصد کے حصول کے طلب گار ہوتے ہیں جبکہ مغرب سے نقل مکانی کر کے آنے والے یہودی ان تمام تہوارات کی معاشرتی عملی حیثیت کو ہی مد نظر رکھتے ہیں۔ یہ سیکولر طبقہ ان تہوارات کی جدید مادی تعبیر کے خواہاں ہیں اور اس واسطے انہیں جدید تر رجحانات سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسرائیل کی حد تک سیکولر یہودی چونکہ فیصلہ ساز قوت ہیں اس واسطے یہ تہوارات دن بدن مذہبی رسومات و رواج سے بڑھ کر ان تہوارات کے عملی افادی پہلو کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ جبکہ انہی سیکولر طبقہ کو مذہبی

نکتہ نظر سے اس پر سخت اعتراض ہے لیکن ایک عام فرد کی فلاح و بہبود کے پیش روان تہوارات اور رسومات کے حوالے سے سیکولر یہود کا رویہ زیادہ مثبت اور مفید ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1 Jacobs, Jill Suzanne, Hebrew for Dummies, Wiley Publishing House, USA, 2003, p. 289.

2 Wiki Travel. http://wikitravel.org/en/JerusalemRetrieved on: April 4, 2014.

3 HARRY GOLDEN, THE ISRAELIS: PORTRAIT OF A PEOPLE (1971), at http://www.usna.edu/Users/history/tucker/hh362/telavivandjerusalem.htmRetrieved on: April 4, 2014.

4 econ.tau.ac.il/papers/labor/Shurtz-Romem-Labor.pdf Retrieved on: April 9, 2014

5 Knights, Samantha. "Sacred space and the city: religious buildings and noise pollution." Harvard Int Law J Online 49 (2008): 51Accessbal at: www.harvardilj.org/wp-content/uploads/2011/01/HILJ-Online_49_Knights.pdf Retrieved on: May 2, 2014

6 Rabbi Yonatan Neril IN Shabbat and Environmental Awareness AT http://www.jewcology.com/resource/Shabbat-and-Environmental-Awareness-Longer-ArticleRetrieved on: May 10, 2014.

https://answers.yahoo.com/question/index?qid=20090420054742AA6aRS9Retrieved on: May 13, 2014.

8 Yatrakis, Pan and Williams, Albert.The Jewish Holiday Effect: Sell Rosh Hashana, Buy Yom Kippur, Advances in Business Research, 2010, Vol. 1, No. 1, 45-52

9 Flug,Joshua. Rosh HaShanah'sRoleas the Beginning of aNew Fiscal Year andHow It Affects Us, www.yutorah.org/togo/5769/roshhashana Retrieved on: April 9, 2014

10 Swindoll, Charles R., Moses, W Publishing group, USA, 1999, p. 69.

11 Fox News, Israel shuts down to observe Yom Kippur, Jewish day of atonement, http://www.foxnews.com/world/2013/09/13/israel-prepares-for-yom-kippur-jewish-day-atonement-when-country-grinds-to/ Retrieved on :June 22, 2014

12 Go Israel .http://www.goisrael.com/ Tourism_Eng/Tourist% 20 Information/Jewish%20 Themes/Holidays/Pages/Yom%20Kippur.aspxRetrieved on: June 22, 2014

13 Cohen, Steven Martin, and Arnold M. Eisen. The Jew within: Self, family, and community in America. Indiana University Press, 2000, P. 169

14 Nachshoni,Kobi. Poll: 73% of Israelis fast on Yom Kippur, http://www.ynetnews.com/ articles/0,7340,L-4428978,00.htmlRetrieved on: June 3, 2014
15 Abrams, Judith Z. Sukkot: A Family Seder. Kar-Ben Publishing, 1993.
16 ARZ, Make Sukkot a Truly "Green" Holiday" www. kibbutzlotan. com/assets/ pdf/Sukkot%2008%20(1).pdf Retrieved on: July 4, 2014
17 USAID,http://blog.usaid.gov/2011/10/a-jewish-response-to-the-famine- in-time-for-sukkot/Retrieved on: May 7, 2014
18 Ḥaklîlî, Rāḥēl. The menorah, the ancient seven-armed candelabrum: origin, form, and significance. Vol. 68. Brill, 2001, p. 221
19 Marsh, Carole. Hanukkah: Activities, Crafts, Recipes, and More!.Gallopade International, 2003.
20 Powell, Jilian. Hanukkah. Black Rabbit Books, 2006, p. 20
21 Finkelstein, Louis. "Hanukkah and Its Origin." (1931): 169-173.
22 Ibid
23 کتاب مقدس، گنتی 26 - 24: 6
24 Kohler, Kaufmann; Malter, Henry (2002)."Purim". Jewish Encyclopedia, http://www.jewishencyclopedia.com/articles/12448-purim Retrieved on: May 21, 2014
25 DavidP.Phillips, ElliotW. King, Death Takes A Holiday: Mortality Surrounding Major Social Occasions, The Lancet, Volume 332, Issue 8613, Pages 728 - 732, 24 September 1988
26 Lis, Jonathan. Police expect drop in crime statistics during Passover, Mar. 30, 2009, http://www.haaretz.com/print-edition/news/police-expect-drop-in-crime-statistics-during-passover-1.273124 Retrieved on: June 22, 2014
27 Gabe Fisher, Religious or not, most Israelis sit down for Passover seder, The Times of Israel, April 1, 2012, http://www.timesofisrael.com/majority-of-israeli-secular-jews-attend-passover-seder/ Retrieved on: May 7, 2014
28 The Israel Project. Thousands of Tourists Flock to Israel for Passover Holiday- https://www.kintera.org/site/apps/nlnet/content2.aspx?c=hsJPK0PIJpH&b=689705&ct=5237293&printmode=1 retrieved on: June 22, 2014